REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P/GDP-3.

جلد ۲۵　شمارہ ۳۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری۔
نائبین:- جاوید اقبال اختر۔ محمد انعام غوری۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN. 143516.

۸ شعبان ۱۳۹۶ھ　۵ ظہور ۱۳۵۵ ہش　۵ اگست ۱۹۷۶ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے امریکہ اور کینیڈا تشریف لے گئے!

وَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا !!

قادیان ۲ ظہور (اگست)۔ انگلستان سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ سے روانہ ہو کر مورخہ ۲۱ کو لندن تشریف لائے۔ اور ۲۵ کو بذریعہ طیارہ امریکہ اور کینیڈا تشریف لے گئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمرکاب حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور صاحبزادہ میاں پاشا صاحب تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی لندن ساؤتھ ہال میں تشریف آوری کے موقعہ پر استقبال کے لئے ۲۰۰۰ کے قریب مرد و زن موجود تھے۔ باوجود لمبے سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہونے کے حضور نے ازراہ شفقت سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ مورخہ ۲۲ کو حضور BOX HILL تشریف لے گئے۔ جمعہ اور ہفتہ کو ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ جمعہ کے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ انگلستان کے خلوص اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ انگلستان (باقی صفحہ پر)

خلاصہ خطبہ جمعہ

فرمودہ ۱۶ وفاء (جولائی) ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء

ربوہ ۱۶ وفاء (جولائی) آج جامع مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں بتایا کہ ہم کامل اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جیسے قرآن عظیم نے پیش کیا اس کی ذات و صفات سے یا جیسا کہ اس زمانہ میں قرآنی علوم کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ ہمارا خدا بے انتہا قدرتوں کا مالک ہے۔ اس کی صفات کے جلوے غیر محدود ہیں۔ ان جلووں کو قانون کے طور پر کسی حد کے اندر محدود کرنا انسان کا کام نہیں تاہم اس کی ہر مخلوق اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی ہے مگر یہ کہنا بڑی نادانی ہوگی کہ اس کے آثار الصفات یعنی قوانین قدرت ہمارے تجربہ، فہم یا اندازہ سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا چونکہ خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں کے تحت اشیاء کے خواص کا علم بھی ہمارے لئے غیر محدود ہے اس لئے عملی زندگی میں انسان کے لئے مرتے دم تک علوم کے دروازے کھلے ہیں۔ ہماری جماعت کے افراد کو اور خصوصاً نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں کے ان جلووں سے مستفید ہو کر ہمیشہ نئے سے نئے علوم کو حاصل کرنے کیلئے جد و جہد کرتے رہیں اور ساتھ ہی اس یقین پر بھی قائم رہیں کہ ہمارے خدا کے لئے کوئی بات بھی انہونی نہیں ہے۔ (سوائے اس کے کہ وہ اس کے وعدہ یا اس کی صفات کے منافی ہو) وہ اب بھی ہماری مدد اور تائید کے لئے نئے سے نئے جلوے ظاہر کر رہا ہے۔ اور آئندہ بھی کرتا رہے گا بشرطیکہ ہم اپنی تدابیر اور اپنی قربانیوں کو اور ساتھ ہی اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچا دیں۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے

اس کا نمونہ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں نظر آتا ہے!

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام !!

"ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے تو وہ کونسی بات تھی جس نے یہ باور کرایا کہ اس طرح پر ایک بیکس ناتوان انسان کے ساتھ ہو جانے سے ہم کو ثواب ملے گا۔ ظاہری آنکھ تو اس کے سوا کچھ نہ دکھاتی تھی کہ اس ایک کے ساتھ ہونے سے ساری قوم کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ جس کا نتیجہ صریح یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصائب اور مشکلات کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ اور وہ چکنا چور کر ڈالے گا۔ اس طرح پر ہم ضائع ہو جائیں گے۔ مگر کوئی اور آنکھ بھی تھی جس نے ان مصائب اور مشکلات کو ہیچ سمجھا تھا۔ اور اس راہ میں مر جانا اس کی نگاہ میں ایک راحت اور سرور کا موجب تھا۔ اس نے وہ کچھ دیکھا تھا جو ان ظاہر بین آنکھوں کے نظارہ سے نہاں در نہاں اور بہت ہی دور تھا۔ وہ ایمانی آنکھ تھی اور ایمانی قوت تھی جو ان ساری تکلیفوں اور دکھوں کو بالکل ہیچ دکھاتی تھی۔ آخر ایمان ہی غالب آیا اور ایمان نے وہ کرشمہ دکھایا کہ جس پر ہنستے تھے جس کو ناتواں اور بیکس کہتے تھے اس نے اس ایمان کے ذریعہ ان کو کہاں پہنچا دیا۔ وہ ثواب اور اجر جو پہلے مخفی تھا پھر ایسا آشکارا ہوا کہ اس کو دنیا نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہاں یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہؓ کی نہ تھکی اور نہ ماندہ ہوئی۔ بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھائے اور پھر بھی کہا تو یہی کہا کہ جو حق کرنے کا تھا، نہیں کیا۔ ایمان نے ان کو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کٹا دینا اور جانوں کا قربان کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی۔"

("الحکم" ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ **بدر** قادیان

مورخہ ۵ ظہور ۱۳۵۵ ہش

اسلام کی بے مثال عالمگیر مقبولیت

قدرت کی عجیب کرشمہ سازیاں ہیں کہ اس وقت ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں پر بڑا ہی نازک دور گزر رہا ہے، دجالی قوتیں خفیہ سازشوں کے ذریعہ عالم اسلام کو نقصان پہنچانے اور سلائیہ طور پر دینِ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے زبردست پروپیگنڈا کر رہی ہیں تو دوسری طرف سعید الفطرت اندر ہی اندر اسلام کی طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔ اسلام کے ساتھ غیر معمولی اُنس و محبت کے جذبہ سے خاصی تعداد میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت جو ایک تبلیغی جماعت ہے اس کے تبلیغی مشن ساری دُنیا میں ایک تنظیم کے تحت محبت و اُلفت کے ساتھ متعلقہ ممالک کے باشندوں کو اسلام کا حیات بخش پیغام پہنچا رہے ہیں۔ عقلِ انسانی کو اپیل کرنے والے اور ضرورتِ وقت کے عین مطابق مسائل کا حل اور اسلام ہی کی تعلیمات سے اسلام کا منور چہرہ اُن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کے تراجم کر کے اُن کی اپنی زبانوں میں کلام اللہ کا براہِ راست مطالعہ کرنے کے سامان کئے جا رہے ہیں۔ جگہ جگہ مساجد تعمیر کر کے اسلام کی مستقل مطالعہ گاہیں بنائی جا رہی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس کے بڑے ہی شاندار نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ محبت و پریم کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دل جیتنے میں خاصی کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

لیکن وہ لوگ جو نسلی طور پر تو مسلمان ہیں اور بڑی بڑی حکومتوں کے تحت قائم شدہ تعلیمی اداروں میں برسوں سے کام کرتے چلے آ رہے ہیں، مگر اُنہیں تبلیغِ اسلام کا نہ تو ذاتی تجربہ ہے اور نہ ہی وہ اس رُوح پرور کام میں پڑ کر اس کی رُوحانی لذت و سرور سے آشنا ہی ہوئے ہیں، اُنہیں جب بھی کوئی ایسی خبر سُننے کو ملتی ہے یا اُن کے سامنے کوئی ایسا واقعہ رُونما ہوتا ہے جس سے اسلام کے زندہ اور غیر معمولی طور پر اثر انگیز مذہب ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اس کی تعلیمات میں غیر معمولی اثر و جذب کے نتائج سامنے آتے ہیں تو وہ حیرت و استعجاب میں پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ قریب کے دنوں میں ہی بغیر کسی تبلیغی کوشش کے ازہر یونیورسٹی (مصر) میں ۲۵۰ غیر ملکی آکر حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ چونکہ ان کے یہاں تبلیغ و دعوت کا کوئی باضابطہ انتظام نہیں بلکہ دیگر یونیورسٹیوں کی طرح یہ بھی ایک درس گاہ ہی ہے اس لئے شائع شدہ خبر کے مطابق چار ماہ کی مختصر مدت میں ازہر میں آکر از خود ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جانا جہاں یونیورسٹی کے سابقہ ریکارڈ کو توڑنے کا باعث ہؤا وہاں سُننے والوں کے لئے بھی خوشی اور مسرت کے ساتھ ایک گونہ حیرت و استعجاب کا موجب بھی بنا۔ اسی لئے راجدھانی دہلی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "نئی دُنیا" نے اس خبر کو تین امتیازی سُرخیوں سے شائع کیا۔ یعنی

(۱) "چار مہینے میں دو سو پچاس غیر ملکیوں نے اسلام قبول کیا۔"

(۲) "الازہر یونیورسٹی کے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔"

(۳) "اسلام قبول کرنے والوں میں گھانا کے سفیر اور ایک امریکی ایٹمی محکمہ کی اسکالر بھی ہے۔"

اِس خوشی اور مسرت میں تو ہم بھی شریک ہیں۔ اور خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اِن سعید ارواح کے دلوں کو دینِ متین میں داخل ہونے کے لئے کھول دیا۔ لیکن یہ جو چار ماہ میں قبولِ اسلام کرنے والوں کی بڑی سے بڑی تعداد بتائی گئی ہے وہ ہمارے لئے موجبِ حیرت نہیں ہے۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ عالمی شہرت کی پُرانی یونیورسٹی جو غالباً دو سو سال سے براعظم افریقہ میں قائم ہے اور دُنیا کے نامور اسکالر اس میں کام کرتے ہیں! اِس جگہ تو ہزاروں ہزار کی تعداد میں آکر غیر ملکیوں کو حلقہ بگوشِ اسلام ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بالمقابل احمدی مبلغین نے گزشتہ ۵۸ سال سے ہی براعظم افریقہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر قدم رکھا۔ نہ تو وہ دُنیوی شہرت ہی رکھتے تھے نہ مادی وسائل اُن کے پاس تھے۔ بے سرو سامانی کے عالم میں محض خدائے بزرگ و برتر کے آسرے پر وہ اس تاریک براعظم میں جا گھُسے۔ تب ذُوالعجائب خُدا کی قدرت کے عجیب کرشمے اس طور پر ظاہر ہونے لگے کہ ایک ایک دن میں سو سو دو دو سو افراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر دینِ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ گاؤں کا گاؤں ہی یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا نمونہ پیش کرتا رہا ہے۔ اور اس قسم کا ایمان افروز سلسلہ بدستور جاری ہے ——!!

اگرچہ ساری دُنیا میں احمدیہ تبلیغی مشنز بڑی مستعدی سے اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لیکن گھانا کے افریقی ملک میں تو خدا کے فضل و کرم سے احمدیہ جماعت کو نمایاں طور پر کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اس زبردست کامیابی کا کسی قدر اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ احمدی مبلغین کے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والے افراد کی کل تعداد اس وقت ۲۵ لاکھ ہے۔ جن کی دینی تربیت کے لئے ۲۰۰ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ۸۰ مدارس وہاں کی کل آبادی کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ اور حال ہی میں کچھ ہسپتال بھی کھولے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک باقاعدہ اخبار بھی جاری ہے۔ اب اس پس منظر میں مصر میں متعین گھانا کے سفیر جناب جے کو ڈی ڈیل کی اپنی زبان سے قبولِ اسلام کی جو تفصیل شائع ہوئی ہے اُسے پڑھیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ موصوف بھی احمدی مبلغین کی تبلیغی خدمات کے نتیجہ میں نورِ اسلام سے منور ہوئے ہیں۔

اخبار "نئی دُنیا" میں شائع شدہ بیان کے مطابق اپنے قبولِ اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے اُنہوں نے بتایا کہ:-

"اگرچہ میرے ملک میں عیسائیت کی زبردست اکثریت ہے لیکن وہاں اسلام بھی کافی متعارف ہے اور تیس لاکھ مسلمان بھی رہتے ہیں۔ خود راجدھانی اکرا میں بہت سی مسجدیں اور تعلیمی درس گاہیں ہیں جہاں مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور اسلامی درس حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے مسلمان نوجوان اور بوڑھوں سے میری دوستی تھی۔ اور اُن سے میں اسلامیات پر کتابیں حاصل کر کے باقاعدہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اسلامیات کے مطالعہ کا شوق اتنا بڑھا کہ اسلامی کتابیں مجھے اتنی ہی دلچسپ نظر آنے لگیں جیسے ارنسٹ ہیمنگوائی کی ناولیں۔" ("نئی دنیا" دہلی ۲۲ جولائی ۷۶ء ص ۶)

ہماری یہ بات نہ تو مبالغہ ہے اور نہ ہی کسی نوع کا بے حقیقت پروپیگنڈا۔ اس لئے کہ گھانا میں احمدیہ جماعت کے سوا کوئی بھی اسلامی تنظیم اس طور سے اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں کامیابی اور مستعدی سے مصروف نہیں۔ اس لئے خدا کے فضل و کرم سے اس خطہ کے بیشتر افراد کا اسلام کی طرف مؤثر طریق پر راہنمائی پانا اسی جماعت کا کارنامہ قرار دیا جانا غیر اغلب نہیں ہے۔

علاوہ ازیں اسلام کی ایسی مقبولیت صرف براعظم افریقہ سے ہی مختص نہیں بلکہ اس کا دائرہ ساری دُنیا پر محیط ہے۔ اور وہ اس طور پر کہ دینِ اسلام کی نسبت دُنیا کے سابقہ مخالفانہ خیالات میں جو زبردست تبدیلی اس وقت مشاہدہ کی جا رہی ہے اس کے پیچھے بھی احمدی مبلغین کی پون صدی کی لگاتار انتھک کوشش، اعلیٰ نمونہ اور اسلام کے منور چہرے کو معقولی طور پر پیش کرنے کی عظیم جد و جہد ہے۔ اس بات کا ثبوت بھی اخبار "نئی دنیا" کے اسی زیرِ نظر مضمون میں امریکی ایٹمی محکمہ کی سکالر خاتون کے شائع شدہ انٹرویو سے ملتا ہے۔ وہ کہتی ہیں:-

"ہم مغربی نوجوان اپنی حالت سے بیزار ہو چکے ہیں کیونکہ ہمارے سامنے زندگی گزارنے کا کوئی لائحۂ عمل یا ضابطۂ حیات موجود نہیں ہے۔ موجودہ حالت سے لوگوں کی اکتاہٹ کا یہ عالم ہے کہ بہت سے نوجوانوں نے چرس وغیرہ کے نشہ میں پناہ لی ہے۔ جبکہ بہت سے نوجوانوں نے مشرقی مذاہب جیسے بُدھ ازم، ہندومت وغیرہ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف بہت کم لوگوں نے تحقیق و مطالعہ کا راستہ اپنایا ہے۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مغربی صحافت اور مستشرقین نے یورپی ملکوں میں اسلام کو بہت ہی غلط انداز میں پیش کیا ہے۔ اکثر مغربی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو لونڈی کے رُوپ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور مردوں کو چار چار بیویوں سے شادی کی اجازت ہے، اس طرح مستشرقین نے اس بات کو خوب ہوا دی ہے کہ اسلام نے غلامی کو جائز قرار دیا ہے اور تلوار کے بل بوتے پر اسلام کو پھیلانے کی ہمت افزائی کی ہے۔ یہی سب جھوٹے پروپیگنڈے ہیں جس کی وجہ سے لوگ اسلام کی طرف اتنی بڑی تعداد میں متوجہ نہیں ہو رہے ہیں جتنی بڑی تعداد میں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے حالات بدل رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کے مواقع بھی میسر ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اس بات کے کافی امکانات ہیں کہ مغربی ممالک میں اسلام کی تیزی کے ساتھ نشر و اشاعت ہوگی۔" (ایضاً)

جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی مساعی کی نسبت ہر قسم کا تعصب نکال دینے کے بعد جو کوئی بھی پوری سنجیدگی اور متانت سے اس موضوع پر غور و فکر کرے گا اُسے یہ بات بالآخر تسلیم کرنا پڑے گی کہ اسلام کے بارہ میں دُنیا کے اندازِ فکر کو بدلنے میں جس جماعت نے من حیث الجماعت زبردست کام کیا وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔ دُنیا کے خیالات میں تبدیلی کوئی ایک دو سال کی کوشش سے ممکن نہیں۔ اس کے لئے تو برسوں ناموافق حالات کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر استقلال کے ساتھ ساتھ جب تک معقول دلائل کا ذخیرہ پاس نہ ہو کوئی بھی تو اپنے نظریات کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہؤا کرتا۔ آپ بیرونی دُنیا کا جائزہ لے لیں۔ کوئی بھی تو اسلامی فرقہ اور کوئی بھی تو اسلام کی طرف منسوب ہونے والی تنظیم سالہا سال سے اس طرح میدانِ عمل میں نہیں اتری ہے جس طرح کہ احمدیہ جماعت۔ اور وہ بھی دُنیا کے صرف ایک ہی خطہ میں نہیں بلکہ عالمگیر سطح پر اس نے دُنیا کے ہر خطہ میں اپنی اس مہم کو بڑی ہی کامیابی اور پامردی کے ساتھ جاری رکھا۔

مع ذالک احمدیہ جماعت ہر قدم پر اپنی کامیابی کو اللہ تعالیٰ کے عظیم فضلوں اور اس کی غیر معمولی تائید و نصرت کا نتیجہ جانتی ہے۔ اس لئے کہ اُس خدائے بزرگ و برتر نے پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے مسلمانوں کو یہ خوشخبری دے رکھی تھی کہ اسلام کے لئے یہ روشن دن آپ ہی کے رُوحانی فرزندِ جلیل امام مہدی کے ذریعہ طلوع ہوں گے۔ اور امام مہدی کے ذریعہ ہی ایسا زبردست رُوحانی انقلاب دُنیا میں رُونما ہوگا۔ اور آج ہم اس کی قدرت کے یہ روشن کرشمے بچشم خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔

(آگے دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خدا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری ہی دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں

دنیا جو چاہے کرے، ہوگا وہی جو خدا چاہے گا ـــــ خدا نے چاہا کہ

دنیا مہدی علیہ السلام کے مقام عزّت و احترام کو پہچانے

وہ دن جلد آئے جب ساری دنیا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے

اور ایک ہی پیشوا ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر برموقع جلسہ سالانہ ربوہ بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

ہماری دعائیں سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتی ہیں۔ سورۂ فاتحہ جو کہ پہلی سورۃ ہے، اس میں اتنی زبردست دعائیں ہیں اور اتنی وسیع دعائیں ہیں کہ ان کی وسعتوں میں تو اس مختصر سے وقت میں گیا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس وقت کی دعا بہرحال سورۂ فاتحہ سے ہی شروع کرتا ہوں۔

اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ کی چار بنیادی صفات کا ذکر ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُمہات الصفات کہا ہے۔ یعنی ہمارا اللہ ربّ العالمین ہے۔ ہمارا اللہ رحمٰن ہے۔ ہمارا اللہ رحیم ہے۔ ہمارا اللہ مالک یوم الدین ہے۔ اور ہمیں یہ حکم ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کہ اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کا رنگ اپنے پر چڑھاؤ۔ اور پھر سورۂ فاتحہ میں یہ ذکر ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات ہیں اُن صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ ان صفات کے جلووں کے نتیجہ میں انسان کو بہت سی طاقتیں اور استعدادیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ خدا سے یہ دعا کرو کہ اے خدا جو قوتیں اور استعدادیں تو نے دی ہیں انہیں احسن اور بہتر رنگ میں استعمال کرنے اور ان استعدادوں سے پورے طور پر فائدہ اُٹھانے کی ہمیں توفیق عطا کر۔ پھر چونکہ انسان ہمیشہ کی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی اے خدا! جو کچھ تو نے دیا ہے اس سے جب ہم پورا فائدہ اُٹھالیں تو وہ ہماری آخری منزل تو نہیں ہے۔ اس کے بعد مزید منزلوں نے آنا ہے۔ پس ان کے لئے جن نئی استعدادوں اور قوتوں کی ہمیں ضرورت ہو وہ ہمیں عطا کر۔ اور اپنے صراطِ مستقیم پر ہمیں قائم کرکے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کر لے۔

سورۂ فاتحہ کی قرآنی دعا کے بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی چند دعائیں اس وقت کروں گا۔ دوست آمین کہتے ہوئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان دعاؤں کو ہمارے حق میں بھی کہ جو آپ کی اُمت میں سے ہیں قبول کرے۔ ہمارے ایک بزرگ عالِم اور مصنّف اور جہاں تک انسانی نظر کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور اللہ تعالےٰ کے پیارے، جلال الدین السیوطی نام کے ہوئے ہیں۔ اُن کی ایک کتاب "الجامع الصغیر" ہے جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی دعائیں لکھی ہیں، اُن میں سے چند دعاؤں کا انتخاب میں نے اس افتتاح کے موقع کے لئے کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِکَ، وَشَھِدَ اَنِّیْ رَسُوْلُکَ، فَحَبِّبْ اِلَیْہِ لِقَاءَکَ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ قَضَاءَکَ، وَاَقْلِلْ لَہٗ مِنَ الدُّنْیَا، وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِکَ وَیَشْھَدْ اَنِّیْ رَسُوْلُکَ فَلَا تُحَبِّبْ اِلَیْہِ لِقَاءَکَ، وَلَا تُسَھِّلْ عَلَیْہِ قَضَاءَکَ وَکَثِّرْ لَہٗ مِنَ الدُّنْیَا۔

اے میرے اللہ جو شخص تجھ پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو وصل و لقاء اس کی نظر میں محبوب کر دے۔ اور اُسے راضی بقضاء رکھ اور اُسے قناعتِ نفس عطا کر لیکن جو شخص تجھ پر ایمان نہ لائے اور یہ گواہی نہ دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو نہ اپنی لقاء ہی اس کے نزدیک پسندیدہ بنا اور نہ اپنی قضاء و قدر ہی اس پر آسان کر؛ البتہ دنیا کی خواہش اُسے دے اور اس دنیا میں اس کی خواہش کو پورا بھی کر دے۔

اسی طرح آپ یہ دعا بھی فرماتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ۔ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔

اے میرے اللہ میں تیری رضا کی خاطر اسلام لایا۔ اور تجھ پر ایمان لایا۔ میرا توکل اور بھروسہ تجھی پر ہے۔ میں تیری طرف ہی جھکتا ہوں۔ اور تیری قائم کردہ حدود کے اندر دوسروں سے میرا مقابلہ ہے نفسانی خواہشات کے نتیجہ میں میری کسی سے مخاصمت نہیں۔ اے میرے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تیری ہی عزّت کا واسطہ مجھے گمراہی سے بچا۔ تو ہی زندہ ہے تجھ پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ اور جنّ و انس سب ہی جاندار مرنے والے ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِیْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔

اے میرے اللہ میرے دل کو اپنے نور سے بھر دے، میری زبان کو حسنِ بیان عطا کر، میری آنکھوں کو نورِ بصیرت اور نورِ بصارت دے اور مجھے حسنِ سماع کی توفیق عطا کر۔ میرے دائیں اور میرے بائیں میرے اُوپر اور میرے نیچے نور ہی نور پیدا کر دے۔ میرے آگے اور میرے پیچھے نور ہی نور ہو۔ میری رُوح کی گہرائیوں میں تیرا نور ہی موجزن رہے۔ مجھے سراپا نور عطا کر۔

اسی طرح ایک اور دُعا انہوں نے الجامع الصغیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے:۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔

اے اللہ میرے دِل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے کیونکہ تُو آنکھوں کی خیانت اور دِلوں کی مخفی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

اسی طرح آپؐ سے یہ دُعا بھی مروی ہے:۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي الَّذِينَ يَرْوُونَ أَحَادِيثِي وَسُنَّتِي وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ۔

اے میرے اللہ میرے نائبین اور میرے خلفاء پر رحم کر جو میرے بعد آئیں گے۔ اور میری باتیں اور میری سُنّت دُنیا کے سامنے بیان کریں گے۔ اور میری باتیں اور میری سُنّت ہی دُنیا کو سکھائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔

اے میرے اللہ میں تیرے حضور میں ہمّ وغم اور بےبسی اور سُستی، بخل، بزدلی، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے ناجائز تسلط سے پناہ چاہتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دُعا بھی مانگا کرتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَهَزْلِي وَجِدِّي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اے میرے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور کاموں میں اسراف معاف فرما۔ اور ان باتوں کو بھی جن کو تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے میرے اللہ! میری دانستہ اور نادانستہ، میری سنجیدہ اور ناسنجیدہ ہر قسم کی لغزشوں کو معاف فرما دے۔ اے میرے اللہ! جو مخفی اور ظاہر خطائیں مجھ سے سرزد ہو گئیں یا آئندہ ہوں گی اُن سے درگذر فرما۔ الٰہی! تُو ہی آگے بڑھانے والا اور تُو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تُو ہر ایک عمل پر قادر ہے۔

اسی طرح آپؐ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ:۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا يُهَوِّنُ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔

اے میرے اللہ! ہمیں اپنی وہ خشیت عطا فرما جو ہمیں گناہوں سے روک دے اور اپنی وہ فرمانبرداری عطا کر جس کے ذریعہ سے تُو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے۔ اور وہ یقین عطا کر جو دُنیا کی مصیبتیں ہم پہ آسان کر دے اور جب تک تُو ہمیں زندہ رکھے ہمارے کان آنکھ اور دوسری قوتیں سلامت رہیں۔ اور ہماری نسلیں بھی تیری ان عنایات کی مستحق ٹھہریں۔ اور جو ہم پر ظلم کرے ہماری طرف سے تُو ہی اُن سے انتقام لے اور جو ہم سے دشمنی کریں اُن کے خلاف ہماری مدد کر۔ اور ہمارے دین کے بارہ میں ہم پر کوئی مصیبت نہ ڈال اور دُنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصد اور ہمارے علم کی انتہا نہ بنا اور ہم پر کوئی ایسا شخص مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

اسی طرح آپؐ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أَخْشَاكَ حَتّٰى كَأَنِّي أَرَاكَ وَأَسْعِدْنِي بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِي بِمَعْصِيَتِكَ وَخِرْ لِي فِي قَضَائِكَ وَبَارِكْ لِي فِي قَدَرِكَ حَتّٰى لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ وَلَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَايَ فِي نَفْسِي وَأَمْتِعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي وَأَرِنِي فِيهِ ثَأْرِي وَأَقِرَّ بِذٰلِكَ عَيْنِي۔

اے میرے اللہ! تُو مجھے ایسا بنا کہ تیری خشیت مجھے سب سے زیادہ عطا ہو۔ گویا میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے تقویٰ کی سعادت بخش۔ میں تیری نافرمانی کر کے بدبخت نہ بنوں۔ اور تیری جناب میں جو بہتر تقدیر ہے وہ میرے لئے مقدر کر اور اپنی تقدیر میں میرے لئے برکت رکھ دے۔ یہاں تک کہ میں اس معاملہ کو جلدی نہ چاہوں جس میں تُو نے تاخیر رکھ دی اور نہ اس کی تاخیر چاہوں جسے تُو نے جلد کرنا پسند فرمایا۔ اے اللہ! مجھے استغنائے نفس عطا کر۔ اور میری آنکھوں اور کانوں سے مجھے متمتع فرما۔ اور میری نسل کو بھی۔ اور جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف تو میری مدد فرما اور جو بدلہ تُو اُس سے لے وہ مجھے بھی دکھا دے۔ اور اس طرح میری آنکھ کو ٹھنڈک عطا فرما۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے لئے بےحد دُعائیں کی ہیں۔ جماعت کا قیام اسلام کے غلبہ کے لئے ہے۔ اس لئے ہر وہ دُعا جو غلبۂ اسلام کے لئے کی گئی ہے وہ درحقیقت استحکامِ جماعت کے لئے بھی ہے۔ خدا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری ہی دُعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نہ ہمارے کسی ہنر کے نتیجہ میں بلکہ محض اپنی رحمت اور اپنے فضل سے ہمیں اپنا پیارا بنا لے۔ اور ہمیں ان کاموں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ اور ہم سے وہ عمل کروائے جن کے نتیجہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہر انسان کے دِل میں پختہ طور پر گڑ جائے۔

جیسا کہ آپ ہر سال جلسہ کے موقع پر بھی سُنتے ہیں اور وہاں سال بھی سُنتے رہتے ہیں، یہ جلسہ کوئی دنیوی میلہ نہیں ہے اور نہ کسی دنیوی غرض کے لئے اسے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس کا مقام اس قدر بلند ہے کہ دُنیادارانہ نگاہ اُس کے مقام تک پہنچتی ہی نہیں۔ اور نہ اس کی اہمیت کو سمجھ سکتی ہے۔ اور نہ ہمیں ان سے کوئی شکوہ ہے۔ ہماری دُعائیں ہیں اور ہماری خواہش ہے اور ہماری کوشش ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے جو عظیم مجاہدہ مہدی علیہ السلام کی بعثت سے شروع ہو چکا ہے اُسے انسان آہستہ آہستہ پہچاننے لگیں۔ اور وہ دن جلد آئے جب ساری دُنیا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اور ایک ہی پیشوا ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور سارے انسان مل کر خدائے واحد و یگانہ کی (بغیر کسی شرک کی ملونی کے) پرستش کرنے لگیں۔

اس دُنیا میں دُنیا بھی ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر خیر کی اور بھلائی کی دُنیا ہو تو اس میں کوئی بُرائی نہیں۔ اور نیکیاں کمانے والی دُنیا ہو تو اس میں برکت ہے۔ لیکن اگر وہ دُنیا خدا سے دُور لے جانے والی اور اُن اخلاق کو توڑ دینے والی ہو جو اسلام ایک مسلمان میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ بدبختی کی دُنیا ہے، وہ لعنت کی دُنیا ہے۔ خدا ہمیں دُنیا کی لعنت سے بچائے رکھے۔ اور ساری دُنیا پر ہی خدا تعالیٰ فضل کرے۔ اور وہ دن جلد لے آئے کہ جب خدا کی ناراضگی کی بجائے خدائے واحد و یگانہ کا پیار انسان حاصل کر لے۔ وہ خدا جس کی قدرتیں عظیم اور جس کی حکمتیں حسین ہیں۔ اور جس کا پیار انسان کے لئے اس قدر ہے کہ انسان نہ اس کا تصور کر سکتا ہے اور نہ زبان اور جوارح سے اس کا شکر ادا کر سکتا ہے خدا کرے کہ اس کا پیار انسان حاصل کر لے۔ خدا نے ہمیں اس کام کے لئے اپنا آلہ بنایا ہے وہ اُس وقت تک ہمیں اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ اپنی حفاظت میں رکھے گا اور پیار سے ہمارا خیال رکھے گا۔ جب تک ہم اس کی منشا کے مطابق وہ کام کریں گے جو وہ (ہم سے) چاہتا ہے کہ ہم کریں۔ لیکن اگر ہم اپنی کسی غفلت یا کوتاہی یا گناہ یا معصیت کے نتیجہ میں ایسا نہ کر سکیں تو خدا تعالیٰ کو ہماری پروا نہیں۔ وہ تو غنی اور صمد ہے۔ وہ ہمیں نجاست کے ایک ذرّے سے بھی زیادہ حقیر سمجھے گا۔ اور اُٹھا کر پرے پھینک دے گا۔ خدا کرے کہ کسی احمدی کو وہ گھڑی دیکھنی نصیب نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہی اس کا پیار ہمیں نصیب رہے۔

اس وقت جماعت سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں آدمی دُنیا میں خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہمیشہ اُن کے سروں پر رہے۔ اور ہماری دُعائیں

ہمیشہ ان کے ساتھ ہوں اور خدا تعالیٰ کے فرشتے آسمانوں سے اتریں اور ان کی راہنمائی فرمائیں اور ان کی کوششوں میں برکت اور تاثیر پیدا کریں۔ یہاں پر ہمارے شاہد مربی بھی ہیں اور تبلیغ میں ہر وقت مگن رہنے والے ہمارے مخلص رضاکار بھی ہیں۔ اور بعض دفعہ انسان یہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ ایک شخص جو بظاہر جامعہ میں نہیں پڑھا ہوا۔ لیکن جس کا دل اخلاص سے بھرا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس احمدی کی کوششوں میں اس مربی کی کوششوں میں زیادہ برکت ڈال دیتا ہے جس نے سالہا سال تک مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کی ہوتی ہے۔

انسان اپنی کوششوں سے نیکی کے نتائج اور روحانی نتائج نہیں نکال سکتا۔ یہ یاد رکھو۔ اچھی طرح یاد رکھو جب تک آسمانوں سے خدا کا فضل نازل نہ ہو یہ چیز نہیں ہوا کرتی۔ اسی واسطے جب مجھ سے ہمارے شاہد مربی ملتے ہیں تو اگر میرے پاس وقت ہو تو میں ان کو بھی نصیحتیں کرتا ہوں لیکن جب میرے پاس صرف اتنا وقت ہو کہ میں انہیں نصیحت کا ایک فقرہ کہہ سکوں تو میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ اپنے پیارے رب سے بے وفائی کبھی نہ کرنا اور میری یہی نصیحت آپ سب کو بھی ہے باقی خدا تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنی رحمتوں کے حصول کے لئے بے شمار دروازے کھول رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کے دینے میں بخیل نہیں ہے یہ ہم ہیں جو اپنی جھولیوں کو سمیٹ لیتے ہیں اور اپنی مٹھیوں کو بند کر لیتے ہیں اور اس کے سامنے اپنے ہاتھوں کو نہیں پھیلاتے اس کا تو اس میں کوئی قصور نہیں پس اس کے اوپر توکل رکھو۔

دنیا جو چاہے کر لے ہوگا وہی جو خدا چاہے گا۔ میں یہ نہیں کہتا ہوگا وہی جو جماعت چاہے گی کیونکہ جماعت تو کوئی چیز نہیں ہے تم اس کی حیثیت ایک مردہ کیڑے کی سمجھ لو۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا نے جو چاہا اس کی اطلاع اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج سے چودہ سو سال پہلے دی خدا نے یہ چاہا کہ دنیا مہدی علیہ السلام کے مقام عزت واحترام کو پہچانے اور اس نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ دنیا کو کہو کہ مہدی کی عزت اور احترام کرے چنانچہ آپ نے ساری امت میں سے ایک روحانی مہدی کو منتخب کر کے اسے اپنا سلام پہنچایا۔ ہمیں سینکڑوں ایسی احادیث ملتی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں اپنے اس روحانی فرزند سے جو آپ سے تیرہ سو سال کے بعد پیدا ہونے والا تھا اس قدر محبت موجزن تھی کہ یہ ہمارا کام نہیں تھا کہ اس محبت کو الفاظ میں بیان کر سکیں ہم اور آپ اس کو بیان نہیں کر سکتے تھے ہر فرقہ کی کتب میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں مہدی کی محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر یہ خدا تعالیٰ کی شان اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے ہیں کہ وہ جسے گھر والے روٹی دینا بھول جاتے تھے (حالانکہ وہ ان کی دولت میں ان کا برابر کا شریک تھا) اور اسے اپنے ہی عزیزوں اور رشتہ داروں کی غفلت کے نتیجہ میں فاقہ کشی کرنی پڑتی تھی اسے اس کے خدا نے کہا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور وہ اکیلا اور غیر معروف شخص آیا اور اس کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔

(اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام غیر ملکی احباب کو جو وفود کی صورت میں جلسہ میں شامل ہوئے تھے کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق تمام غیر ملکی احباب کھڑے ہو گئے اس دوران جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر اور اسلامی عظمت کے دوسرے نعروں سے گونج اٹھی)

یہ لوگ امریکہ سے آنے والے ہیں جو کہ مغرب کی طرف غالباً نو دس ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور یہ مشرق کی طرف سے انڈونیشیا سے آنے والے ہیں آسٹریلیا میں بھی آواز پہنچی اور وہاں احمدی ہوئے اور افریقہ کا براعظم جس کو دنیا نے اندھیرا اور ظلماتی براعظم کہا تھا اس افریقہ کے براعظم کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے نور پیدا کر دیا اور یورپ جو بے راہ روی کا مرکز بن چکا تھا۔ اس میں سے یہ پیارے وجود پیدا ہو رہے ہیں۔ کتابوں میں سے یہ الہام مٹایا جا سکتا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ کیونکہ وہ سیاہی سے لکھا ہوا ہے۔ اور دیواروں پر سے بھی مٹایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کرۂ ارض کے چہرہ سے یہ نہیں مٹایا جا سکتا کیونکہ اس کے

اوپر ان انسانوں نے اسے تحریر کیا ہے۔

لیکن میں پھر اپنی حقیقت کی طرف آتا ہوں۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی تمہارے اندر کبر اور غرور پیدا نہ ہو۔ تمہارے سر عاجزی سے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکے رہیں تمہارے سر اس سے زیادہ جھکنے چاہئیں جتنا کہ اس جذبہ کے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر جھک جایا کرتا تھا مگر اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے دیکھنے والوں نے دیکھا اور بیان کرنے والوں نے بیان کیا کہ ایک موقع پر جبکہ آپ سوار تھے خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کی یاد میں اور اس کی حمد کے گیت گاتے ہوئے آپ کا سر جھکنا شروع ہوا اور جھکتا چلا گیا یہاں تک کہ آپ کی پیشانی کاٹھی کے اوپر لگ گئی اب اس سے زیادہ آپ کیسے جھک سکتے تھے لیکن خدا کے پیار میں اور خدا کی حمد میں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے جہاں تک وہ سر جھک گیا تھا۔ اگر اس سے زیادہ نیچے جھکنا تمہارے لئے ممکن نہیں تو اس حد تک جھکنا تو تمہارے لئے ممکن ہے اور بڑی ہی بے غیرت ہوگی وہ پیشانی جو اس کے بعد اپنا سر اٹھائے۔

پس جو عاجزی کا مقام عطا ہوا ہے (اور یہ بڑا زبردست مقام ہے) اسے مت بھولو یہ درس سیکھنے کے لئے آپ دوستوں کو یہاں جمع کیا جاتا ہے جو پیار کرنے کا اور دکھوں کو دور کرنے کا مقام جو بے نفس خدمت کا مقام آپ کو عطا ہوا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھو۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک احمدی کسی سے دشمنی نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے کیونکہ اس کے خدا نے اسے پیار کرنے کے لئے اور خدمت کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور خدا کرے کہ جس غرض کے لئے اس نے ایک احمدی کو پیدا کیا ہے۔ وہ غرض ہمیشہ اس کی آنکھوں کے سامنے رہے اور ہمیشہ اس کے جوارح سے وہ ظاہر ہوتی رہے اور اس کے عمل سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتی رہے اللّٰھم آمین

آؤ اب مل کر دعا کریں کہ جس غرض کے لئے جماعت پیدا کی گئی ہے اس غرض کو جماعت پورا کرنے والی ہو اور جس غرض کے لئے اس جلسے کا انعقاد کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس جلسہ میں آنے والے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کچھ سیکھیں کچھ یاد رکھیں اور اس پر عمل کریں اور اپنے خدا کو راضی کرنے والے ہوں ۔

(منقول از روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء)

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف اور استغفار کا ورد روزانہ ۳۳-۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں :-

(۱) — رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(۲) — اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

تسبیح و تحمید : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

درود شریف : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

استغفار : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند ترین روحانی مقام خاتم النبیین

ایک غیر احمدی دوست کے پیش کردہ اشکال کا حل

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی مہاراشٹر

چند دن ہوئے کہ موضع انچولی ضلع میرٹھ کے ایک غیر احمدی دوست جناب تجمل حسین صاحب کی طرف سے میرے پاس ایک خط آیا جس میں انہوں نے آیت خاتم النبیین کی تشریح مندرجہ رسالہ علمی تبصرہ مصنفہ جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری صفحہ ۵۸ و ۵۹ کے بارہ میں اپنے تین اشکال پیش کرتے ہوئے مجھ سے جواب طلب کیا ہے۔ چونکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اخبار "بدر" کے ذریعہ اپنے سائل بھائی کے سوالات کے جوابات پیش کر دوں۔ تاکہ اس مسئلہ سے دلچسپی رکھنے والے افراد بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

سائل کے سوالات کو پیش کرنے سے پہلے میں آیت خاتم النبیین کا شانِ نزول، پس منظر اور سیاق و سباق کو بیان کر دیتا ہوں تاکہ سائل کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں سب زمانوں اور ساری قوموں کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کو روحانیت میں وہ مقام بخشا جو انسانیت کا انتہائی نقطہ اور عروج کا آخری کمال ہے۔ انبیاء کرام انسانوں میں سے بہترین وجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں سے سب سے بہتر افضل و اکمل فرد ہیں۔ قرآن مجید میں آپ کے اس روحانی بلند مقام کو لفظ "خاتم النبیین" سے بیان کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(احزاب ع ۵)

قرآن مجید کو کلام الٰہی ماننے والے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بھی صدق دل سے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتی ہے کیونکہ یہ امر قرآن مجید کی صریح نص میں مذکور ہے۔ اس مقدس کلمہ اور اعلیٰ ترین لقب کی تفسیر و تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے مگر اس بارہ میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

خاتمیتِ محمدیہ کے بارہ میں دو نظریئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے والوں کے دو مختلف نظریے ہیں۔

(۱) پہلا نظریہ یہ ہے آنحضرت صلعم کی خاتمیت نے دیگر انبیاء کے فیوض بند کر کے فیضانِ محمدی کا وسیع دروازہ کھول دیا۔ اب خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قرب الٰہی پانے کے لئے اتباع محمدی لازمی اور ضروری ہے نیز آپ کی پیروی کے طفیل آپ کی اُمت کے سچے متبعین کے لئے وہ تمام روحانی انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہم لوگوں کو ملتے رہے ہیں اور اس لحاظ سے آنحضرت صلعم ایک زندہ نبی ہیں۔ کیونکہ آپ کا فیضان روحانی اب قیامت تک کے لئے جاری ہے۔ جماعت احمدیہ اس نظریہ کی حامل ہے اور ان کے اس عقیدہ کی بنیاد خود قرآن مجید احادیث نبویہ اور اقوال بزرگانِ سلف پر ہے۔

(۲) دوسرا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی "خاتمیت" فیضانِ محمدی کے بند ہونے کے مترادف ہے۔ اب امتِ محمدیہ اُن تمام اعلیٰ روحانی انعامات سے محروم ہو گئی ہے۔ جو بنی اسرائیل یا پہلی امتوں کو ملتے رہے ہیں طرفہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا نعرہ لگانے والے اور آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند کرنے والے خود ایک نبی اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے نہ صرف قائل بلکہ منتظر و چشم براہ ہیں۔

آیت خاتم النبیین کا نزول

قرآن مجید ایک دائمی اور ابدی شریعت ہے۔ اس کی تمام آیات میں حقائق و معارف کا ایک بحر ذخار موجود ہے۔ اس کی تعلیمات و احکام مستقل نوعیت کے ہیں کسی خاص واقعہ سے ہی متعلق نہیں۔ ہاں بعض دفعہ احادیث و تفاسیر میں بعض آیات کے شانِ نزول کے ضمن میں کسی خاص واقعہ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ جو ان آیات کی ضرورت و حکمت کی طرف راہنمائی کر رہا ہوتا ہے مگر صرف اسی واقعہ سے ان آیات کو متعلق قرار دے کر محصور و محدود کر دینا قرآن مجید کی تعلیمات کی روح ابدیت و عالمگیریت کے خلاف ہے۔ اسی حقیقت اور نکتہ کے پیش نظر مفسرین و بزرگان کرام نے قرآن مجید کو "ذو الوجوہ" "ذو البطون" اور "ذو المعارف" قرار دیا ہے۔ اور اسی انداز فکر کی وجہ سے انہوں نے قرآن مجید کے بے شمار حقائق و معارف بیان کئے ہیں۔

لفظ خاتم النبیین سورہ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ میں وارد ہوا ہے ساری آیت یوں ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

اس کا لفظی ترجمہ یوں ہے "حضرت محمد صلعم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے"۔

اب ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا ہے کہ کس تاریخی پس منظر کے پیش نظر اور کس بنا پر لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلعم کے لئے استعمال کیا گیا ہے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ابھی آنحضرت صلعم مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے کہ قضاء الٰہی سے آپ کی ساری نرینہ اولاد جو حضرت خدیجہ طاہرہؓ کے بطن سے تھی۔ فوت ہو گئی۔ اس پر بد باطن کفار نے آپ پر طعن کیا کہ نعوذ باللہ آپ بے ثمر اور ابتر ہیں۔ اور آپ کی وفات کے ساتھ آپ کا ذکر خیر دنیا سے مٹ جائیگا۔ چنانچہ سورۃ الکوثر کی تفسیر میں آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے ضمن میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ

(الف) نزلت فی العاص بن وائل سمّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتر عند موت ابنہ القاسم

(جلالین جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۹۵)

کہ یہ آیت عاص بن وائل کے متعلق اس وقت نازل ہوئی جب اس نے آنحضرت صلعم کو آپ کے صاحبزادہ قاسم کی وفات کے موقعہ پر ابتر کہا تھا۔

(ب) تفسیر جامع البیان علی حاشیہ جلالین میں مرقوم ہے:-

نزلت فی بعض المشرکین یقول دعوا محمدا فانہ ابتر فاذا ھلک انقطع ذکرہ وقد وردی اذا مات ابناہ علیہما السلام قالوا ابتر محمد فقال اللہ اعداءک متصفون بما قالوا وما انت الا باقی ذریتک الکرام الی یوم القیٰمۃ وحسن ثناءک علی رؤوس الاشھاد الی یوم التناد"

کہ یہ آیت بعض مشرکین کے بارہ میں نازل ہوئی جنہوں نے طعن کیا کہ حضرت محمد صلعم کو چھوڑ دو یہ تو ابتر ہے (نعوذ باللہ) جب یہ مر جائیگا تو اس کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور ایک روایت ہے جب آپ کے دو فرزند فوت ہو گئے۔ تب انہوں نے کہا کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ابتر ہو گئے (یعنی اس کی نسل ختم ہو گئی) تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے دشمن ہی اپنے قول کے مطابق ابتر یعنی مقطوع النسل اور بے ثمر رہیں گے لیکن تیری ذریت قیامت تک قائم رہے گی اور تیرا ذکر خیر اور تعریف و ثنا لوگوں میں ہمیشہ رہے گی۔

(ج) موضح القرآن میں اس آیت پر حاشیہ ہے کہ:-

"کہتے تھے کافر اس شخص کے بیٹا نہیں زندگی تک اس کا نام ہے پیچھے کون نام لیگا"

پس معلوم ہوا کہ کفار اور مخالفین اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہ ہونے کو اپنے نقطۂ نگاہ سے آپ کے لئے "باعث عیب اور خرابی" سمجھتے تھے کیونکہ ان دنیا داروں کی نگاہ میں صرف جسمانی اولاد ہی گویا ان کے نام کو دنیا میں قائم رکھتی ہے اور وہی اس کے لئے موجب عزت و شرف ہوتی ہے۔ وہ آنحضرت صلعم کے روحانی منصب اور آپ کی روحانی برکت اور آپ کے دائمی فیضان سے ناواقف اور نابلد تھے اسی لئے وہ آپ کے لئے "ابتر" کا لفظ طعن کے طور پر استعمال کر کے اپنی جگہ پر خوش ہوتے تھے

رسم متبنّی کی تنسیخ

عرب میں یہ دستور تھا کہ بعض لوگ کسی دوسرے کے بچے کو اپنا بیٹا بنا لیتے تھے اور وہ اصطلاح میں متبنّی کہلاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زید بن حارثہؓ اپنے آزاد کردہ غلام کو اس کی غیر معمولی محبت اور ایمانی جذبہ کو دیکھتے ہوئے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور اب وہ "زید بن محمد" کہلاتے تھے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت ہو گئی تو مدینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا۔

"وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ .... اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب ع ۱)

(خدا تعالیٰ نے) تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔ یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں ..... چاہئے کہ ان لے پالکوں کو ان کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ فعل ہے۔"

اس خدائی حکم کے بعد آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا کہ میں نے جو اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ وہ اب اسلامی احکام کے مطابق جائز نہیں رہا۔ آئندہ میرے ساتھ زید کا کوئی جسمانی رشتہ نہ سمجھا جائے پس متذکرہ بالا اعلان خداوندی کے ساتھ ہی اسلام میں رسم تبنّی ختم ہوگئی۔

آنحضرت صلعم مومنوں کے روحانی باپ ہیں

چونکہ آنحضرت صلعم کا کوئی جسمانی بیٹا زندہ نہ تھا اور زید بن حارثہ جس کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا رسم تبنّی کے ختم ہونے کے بعد اس کی ابنیت بھی ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور مومنوں کے تعلق ایمانی و روحانیت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ ایک زید بن حارثہ کیا بلکہ سارے مومنوں کے جو قیامت تک بھی آپ پر ایمان لائیں گے روحانی باپ ہیں کیونکہ آپ رسول اور نبی ہیں۔ ایک رسول روحانی منصب کے لحاظ سے اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

(احزاب ع ۱)۔

کہ یہ نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب اور ان کا خیر خواہ ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب آنحضرت صلعم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ٹھہریں تو آپ لامحالہ مومنوں کے باپ قرار پائے۔

آنحضرت صلعم کی زینب رضی اللہ عنہا سے شادی اور کفار کا طعن اور اللہ تعالیٰ کا جواب

آنحضرت صلعم نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ سے کر دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ میاں بیوی کے طبائع میں موافقت نہ پیدا ہوسکی۔ آنحضرت صلعم بھی دونوں کو سمجھاتے رہے۔ مگر اس عدم موافقت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر زید نے زینب کو طلاق دے دی اُدھر رسم تبنّی احکام خداوندی کے مطابق ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے اب زید بن حارثہ آپ کے بیٹے نہیں رہے۔ اور اس لحاظ سے زینب بنت جحش بھی آپ کی بہو نہیں رہیں۔ لہٰذا آپ نے اب اپنی پھوپھی زاد مطلقہ بہن زینب بنت جحش کی محض دلداری کی خاطر طلاق و عدت کے بعد ان سے خود نکاح کر لیا۔ حالانکہ منہ بولے بیٹے کی رسم کی تنسیخ کا اعلان خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے کفار و منافقین کے اعتراض کے جواب میں فرمایا۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ

یعنی تم لوگ خوب جانتے ہو کہ محمد صلعم کا مرد سے کوئی بیٹا ہی نہیں لہٰذا اس اعلان خداوندی سے بہو سے شادی کر لینے کے اعتراض کا جواب تو بخوبی اور تسلی بخش آگیا

دو اہم سوال

مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ دو اہم سوال اُبھر کر سامنے آگئے۔

(۱) کہ یہی دشمن آپ کو نعوذ باللہ ابتر اور بے اولاد کہتے تھے قرآن مجید نے ان کی تردید کی تھی مگر اب خود ہی تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کا کوئی بیٹا نہیں کیا دشمنوں کا اعتراض درست ثابت ہو گیا؟

(۲) سورہ احزاب کے شروع میں

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

میں بوجہ نبی ہونے کے آپ کو مومنوں کا باپ قرار دیا گیا تھا۔ اب جبکہ آپ کسی کے باپ نہیں تو کیا اب آپ کی نبوت و رسالت بھی قائم و جاری ہے یا نہیں؟

ان دو اعتراضوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ پہلے فقرہ کے بعد "لکن" (لیکن) کے لفظ سے دوسرا فقرہ شروع کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلے فقرہ میں مخاطب کی ایک بات کا جواب ہو جانے کے باوجود اس کا کوئی سوال یا اعتراض باقی رہ گیا ہے جس کا جواب دوسرے فقرہ میں دیا گیا ہے۔ یعنی پہلے حصہ آیت میں ہم نے آنحضرت صلعم کی جسمانی ابوت کی نفی کی تھی کہ جسمانی طور پر آپ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں چونکہ مکی زندگی میں کفار آپ کو نعوذ باللہ ابتر کہتے تھے اس اہم اعتراض کے دور کرنے کے لئے فرمایا "لیکن وہ خدا کا رسول اور نبی ہے" اور اس لحاظ سے اس کی روحانی ابوت بدستور قائم ہے اور وہ کثیر التعداد روحانی اولاد کا باپ ہے۔ اور اس روحانی ابوت کا دائرہ زمانی اور مکانی طور پر بھی اور بلحاظ ترتبہ و شرف بھی بہت وسیع ہے۔ اب جس رسول کی روحانی اولاد قیامت تک جاری رہے گی لازمًا اس کا نام اور ذکر خیر ابدالآباد تک قائم و دائم رہے گا۔

دوسرے لفظ خاتم النبیین میں اس بلند ترین روحانی ابوت کا اثبات فرمایا گیا ہے کہ آپ ایک رسول ہی نہیں بلکہ عام رسولوں سے بڑھ کر خاتم النبیین بھی ہیں اور آپ کے پروں کے نیچے نبی اور رسول پرورش پانے والے ہیں گویا آپ اپنی اُمت کے تمام افراد کے ہی باپ نہیں بلکہ آپ نبیوں کے بھی باپ اور ان کو بھی روحانی زندگی بخشنے والے ہیں۔

پس اگر آپ کا جسمانی بیٹا کوئی نہیں ہے۔ تو کچھ حرج نہیں آپ کی روحانی اولاد بے شمار ہے۔ آپ کی روحانی اولاد روحانیت کے بلند ترین منصب کی وارث ہے کیونکہ آپ رسول اور خاتم النبیین ہیں آپ ہرگز ابتر اور بے ثمر نہیں بلکہ عظیم الشان روحانی سلسلہ کے بانی اور اوّلین و آخرین کے سردار ہیں

آیت خاتم النبیین کے دو امکانی معنے!

خاتم کے لفظ کے معنی عربی زبان میں مہر کے ہوتے ہیں۔ جو تصدیق کے لئے آتی ہے نیز خاتم کا لفظ جب جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو اور محل مدح میں ہو تو اس کے معنے افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الاولیاء، خاتم الفقہاء، خاتم الشعراء وغیرہ

اب آیت خاتم النبیین کے الفاظ اور اس کے شان نزول اور سیاق و سباق کے پیش نظر اس آیت کے صرف دو ہی معنے بن سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) اے لوگو! محمد صلعم تم میں سے کسی مرد یعنی نرینہ اولاد کے جسمانی باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہونے کے لحاظ سے مومنوں کے روحانی باپ ہیں بلکہ وہ نبیوں کی مُہر ہیں۔ اور اس لحاظ سے گویا نبیوں کے لئے بھی بمنزلہ باپ کے ہیں۔ کیونکہ آئندہ کوئی نبی آپ کی تصدیقی مُہر اتباع کے بغیر سچا نہیں سمجھا جاسکتا

-یا-

(۲) اے لوگو! محمد صلعم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ رسول ہونے کے لحاظ سے مومنوں کے باپ ہیں اور رسول بھی اس شان کے کہ اپنے پر تمام کمالات نبوت ختم ہیں۔ یعنی وہ افضل ترین رسول ہیں

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند!

ہماری طرف سے آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر سیاق و سباق کا لحاظ رکھتے ہوئے پیش کی گئی ہے۔ بعینہٖ اسی رنگ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اس آیتِ کریمہ خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جیسے خاتم بفتح تاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔ حاصل مطلب آیتِ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوتِ معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوتِ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے۔ اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔ کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض (یعنی دوسرے نبی اور ان کے نبوت میں امتی) موصوف بالعرض (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتی) کے فرع ہوتے ہیں۔ موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی نسل اور ظاہر ہے کہ والدکو والد اور اولاد کو اولاد اسی طرح سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ فاعل ہوتا ہے۔ چنانچہ والد کو اسم فاعل ہونا اس کا شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اس کی دلیل ہے۔ سو جب ذاتِ بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہوگئی۔ کہ آپ والدِ معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تفسیر آیت خاتم النبیین

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

(۱) ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے تا قیامت ان معنوں میں کوئی نبی نہیں۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلاواسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو...

...... اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی وجہ سے ان صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں۔ جن کی تکمیل نفوس بذریعہ متابعت کی جاتی ہے۔ اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ جل شانہ وہ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب)

یعنی محمد رسول اللہ صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ لٰکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی تدارک ما فات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا ہے یعنی جس امر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی ہے وہ جسمانی طور پر کسی مرد کا باپ ہونا ہے۔ سو لٰکن کے لفظ کے ساتھ اس فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو مل سکتا ہے۔ جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مُہر رکھتا ہو اور اس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور دوسرے طور پر باپ ہونے کا اثبات کیا گیا ہے۔ تا مخالفین کا وہ اعتراض جس کا ذکر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ میں ہے دور کیا جائے ماحصل اس آیت کا یہ ہے کہ نبوت گو بغیر شریعت کے ہو اس طرح پر تو ممتنع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ محمدی سے مکتسب اور مستفاض ہو۔"

(ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی صفحہ ۶)

(ب) نیز فرمایا:-

" اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ اور آپ کو افاضہ کمال کے لئے وہ مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی ص۹۷ و ص۹۶)

محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی تشریح

مولانا مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت کے جواب میں محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے ایک رسالہ لکھا جو مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ" کے نام سے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ ۵۹-۶۰ پر محترم قاضی صاحب رقمطراز ہیں:-

" دراصل سیاق آیت یہ ہے کہ جب خدا نے فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ کہ محمد رسول اللہ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو اس سے کافروں کے دلوں میں طبعًا یہی ایک سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ جب محمد رسول اللہ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو معاذ اللہ وہ ابتر (لاولد) ہوئے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس فقرہ میں آپ کے باپ ہونے کی نفی مطلق طور پر نہیں کی گئی بلکہ جسمانی طور پر باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ ورنہ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے آپ ضرور روحانی باپ ضرور ہیں رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے آپ اُمت کے باپ ہیں اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے آپ نبیوں کے بھی باپ ہیں۔ نہ کہ مطلق آخری نبی۔"

اس کے بعد محترم قاضی صاحب موصوف نے اپنی تفسیر و تشریح کی تائید میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی ایک تحریر ان کی کتاب "تحذیر الناس" سے درج کی ہے۔ جیسا کہ ہم اس مضمون میں اوپر درج کر آئے ہیں جس میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی آیت خاتم النبیین سے آنحضرت صلعم کی ابوت معنوی و روحانی پر اسی رنگ میں استدلال فرمایا ہے جس رنگ میں جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ (ملاحظہ ہو علمی تبصرہ صفحہ ۵۹-۶۰)

تجمل حسین صاحب کا پیش کردہ اشکال

جناب تجمل حسین صاحب نے اپنے خط محررہ ۱۴ جولائی ۱۹۷۶ء میں مکرم جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی مندرجہ بالا عبارت کو اپنے الفاظ میں درج کر کے اور اس کے معًا بعد مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی بیان فرمودہ تشریح و تفسیر کو عمدًا نظر انداز کر کے (کیونکہ قاضی صاحب موصوف اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی تشریحات کا مفہوم و مقصود ایک ہی ہے) اپنی طرف سے مندرجہ ذیل تین اشکال پیش کئے ہیں جو ان کے ہی الفاظ میں درج ہیں۔

(۱) آیت متعلقہ کے پہلے حصہ میں بلاشبہ یہ بات بتائی گئی ہے کہ محمدؐ کے نطفہ سے کوئی بیٹا نہیں ہے۔ لیکن یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں کہ یہ کوئی عیب اور خرابی کی بات بھی تھی۔ جس کی تردید کیلئے اگلا حصہ نازل کرنا پڑا۔ بلاشبہ بیٹے کی بہو سے نکاح کا الزام ایسا گھناؤنا ہے کہ اس فعل کا مرتکب نبی تو کجا ایک شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن بیٹا نہ ہونا، پیدا ہو کر مر جانا تو کوئی عیب کی بات ہرگز نہیں ایک تھوڑی سی سنجیدگی رکھنے والا انسان بھی اس امر کو رتی برابر وزن نہ دے گا۔ پھر آخر خدا کو ہی کیوں ایسا غبی اور غیر سنجیدہ مان لیا جائے کہ ایک قطعی واہیات اور بے وزنی بات کی صفائی پر اتر آیا۔؟

(۲) "مجھے اُمید ہے کہ جواب میں اصرار کیا جائے گا کہ جسمانی بیٹا نہ ہونا عیب ہی تھا جبکہ روحانی بیٹے ثابت کر کے دور کیا گیا ہے۔ اچھا مان لیا۔ کہ جسمانی بیٹا نہ ہونا عیب ہی تھا تو ایک اور مشکل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ کیا روحانی بیٹے ثابت کرنے سے جسمانی بیٹے نہ ہونے کا عیب دور ہو گیا؟ مردوں کے متعلق ابوت جسمانی کے انکار سے اگر کسی نامعقول کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ محمدؐ انتہائی ناکام اور منحوس و بدبخت شخص ہے (معاذ اللہ) اور جسمانی بیٹا نہ رکھنے والا واقعی ایسا ہی ہوتا ہے تو پھر روحانی بیٹے ثابت کرنے سے یہ حقیقت بدل نہیں جاتی نہ محمدؐ کے نزول آیت کے وقت کوئی بیٹا تھا نہ بعد میں اب روحانی بیٹے ثابت کرنے کا مقصد خفت اور جھینپ مٹانے کی کوشش کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی ناکام کوشش ایسی گھٹیا بات اللہ تعالیٰ سے منسوب نہیں ہو سکتی۔"

(۳) ایک بار پھر مان لیا کہ بیٹا نہ ہونا عیب ہے جس کا ازالہ ضروری ہے اور یہ بھی مان لیا کہ روحانی بیٹے ثابت کرنے سے یہ عیب کالعدم ہو جاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا آپ کو "خاتم النبیین" کہنے سے کوئی مخاطب سمجھ گیا ہوگا کہ آپ کو آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا روحانی باپ ثابت کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہرگز نہ سمجھا ہوگا۔ سمجھتا تو اس وقت جب خاتم کبھی روحانی باپ کے معنی میں عربی میں بولا یا لکھا گیا ہوتا نا قابل انکار حقیقت ہے کہ خاتم خواہ کسی معنی میں بولا گیا ہو روحانی باپ کے معنوں میں ہرگز نہیں بولا گیا پھر آخر کوئی عرب کس طرح سمجھ سکتا تھا کہ محمدؐ کو خاتم النبیین کہہ کر آئندہ ہونے والے انبیاء کا روحانی باپ اور ان کو محمدؐ کے روحانی بیٹے بتایا جا رہا ہے؟ اور جب کوئی سمجھا ہی نہیں تو آپ کو خاتم النبیین کہہ کر آپ کو روحانی باپ اور آپ کے نئے روحانی بیٹے ثابت کرنا سعی ناکام نہیں تو اور کیا ہے۔"

پیش کردہ اشکال کا حل

مَیں سب سے پہلے مکرم تجمل حسین صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آیت خاتم النبیین کی وہ تفسیر جو ان کے ہم مسلک اور بزرگ عالم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بیان فرمائی ہے وہ کیوں درج نہیں کی؟ کیا اب وہ سنجیدگی سے غور فرمائیں گے کہ ان کو جو اشکال محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی عبارت سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہی تینوں اشکال مولانا محمد قاسم صاحب کی عبارت پر وارد ہوتے ہیں۔ کیونکہ مولانا نانوتوی نے صاف فرمایا ہے کہ:-

" حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے ... آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی، اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

نیز فرمایا:-

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس ص ۲۸)

اب کیا تجمل حسین صاحب مولانا نانوتوی کی عبارت مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے پیشکردہ اشکال کا حل پاکر مطمئن ہو جائیں گے یا اُن کے بارہ میں بھی لمبے اشکال میں پیش کردہ غیر سنجیدہ زبان استعمال روا رکھیں گے؟ دیدہ باید!!

اب ہم تجمل حسین صاحب کے پیش کردہ تین اشکالوں کا حل اور جواب تحریر کرتے ہیں۔

(۱) اشکال اوّل کا جواب

ہم اپنے اِس مضمون کی ابتداء میں تفاسیر کے حوالوں سے یہ ذکر کر آئے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلعم مکہ میں ہی تشریف رکھتے تھے۔ تو تقضاءِ الٰہی سے آپ کی ساری نرینہ اولاد جو حضرت خدیجہ طاہرہؓ کے بطن سے تھی فوت ہوگئی۔ اِس پر بد باطن کفار نے آپ کو طعن کیا۔ کہ نعوذ باللہ آپ بے ثمر اور ابتر ہیں۔ اور آپ کی وفات کے ساتھ ہی آپ کا سارا سلسلہ اور ذکر خیر ختم ہو جائیگا۔ تب خدا تعالیٰ نے کفار کے اِس اعتراض کو اہمیت دی۔ اور اس کے ازالہ کے لئے سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔

"اِنَّا اعطینٰک الکوثر۔ فصلّ لربّک وانحر۔ انّ شانئک ھو الابتر۔"

جس میں خدا تعالیٰ نے آپؐ کو الکوثر دینے کا وعدہ فرمایا۔ کہ اللہ دینی و دنیوی نعمتوں سے آپ کو مالا مال کرے گا۔ اور روحانی کثیر اولاد عطا فرمائیگا۔ ہاں البتہ آپؐ کے دشمن اور معترض ابتر یعنی خیر و برکت سے محروم رہیں گے۔

اب مدینہ میں آکر جب رسم تبنّی ختم کر دی گئی۔ اور آپ کا منہ بولا بیٹا زید بن حارثہ بھی اسلامی احکام کے ماتحت، اب بیٹا نہ رہا۔ اور اس طرح بہو سے شادی کر لینے کا جواب شافی و کافی ہوگیا۔ مگر اِس اعلان سے بدبخت کفار نے ناجائز فائدہ اُٹھا کر پھر اپنے سابقہ طعن کو دُہرایا۔ کہ لڑکے تو پہلے ہی مر چکے تھے۔ اب متبنّی کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا۔ اور گویا نعوذ باللہ بدرجن ابتریت مکمل ہوگئی۔ اِس پر آیت خاتم النبیین نازل ہوئی۔ اور اس کے ذریعہ سے اعلان کیا گیا۔ کہ بے شک خدائی مصلحت کے ماتحت رسول اللہ صلعم کی نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ لیکن وہ خدا کا رسول ہے اور اس لحاظ سے وہ کثیر التعداد اور روحانی اولاد کا باپ ہے۔ بلکہ تمام رسولوں سے بڑھ کر وہ خاتم النبیین ہے۔ اُس کی اطاعت و فرمانبرداری اور مہر و تصدیق سے خداوند تعالیٰ انبیاء کو پیدا کرے گا۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلعم انبیاء کے بھی باپ ہیں۔ کفار کے اِس اعتراض کے جواب میں کہ آنحضرتؐ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کرلی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم تو کسی مرد کے باپ نہیں۔ تو آپ کی روحانی ابوت کے اثبات کا فوراً رسول پیدا ہوا۔ پس یہی موقعہ تھا۔ کہ بتایا جاتا کہ گو جسمانی طور پر آپؐ کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر مت سمجھو کہ اب آپؐ کا نام کون لے گا۔ آپؐ کی تعریف کون کرے گا؟ کیونکہ آپؐ کو روحانی ابوت کے لحاظ سے "صاحب الکوثر" ہونے کا مقام حاصل ہے۔ اور سب اہل ایمان آپؐ کے رسول ہونے کے اعتبار سے آپ کے روحانی فرزند ہیں۔

اشکال ۲ کا جواب

روحانی بیٹے ثابت کرنے سے بے شک جسمانی بیٹے نہ ہونے کے عیب کو دور کر دیا گیا۔ کیونکہ جسمانی بیٹے کے بارہ میں تو کوئی یقینی نہیں کہ وہ نیک اور صالح بھی ہو۔ آخر حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی تو "عمل غیر صالح" تھا۔ مگر آپؐ کا سچا روحانی فرزند وہی ہوگا۔ جو آپؐ کا سچا فرمانبردار اور متبع ہوگا۔ روحانی بیٹے کا ثابت کرنا کسی خفت کے مٹانے کے لئے نہیں بلکہ آپؐ کے روحانی کمال و فیضان اور روحانی زندگی کے اظہار و ثبوت کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ اگر آپؐ کا جسمانی بیٹا کوئی نہیں تو کچھ حرج نہیں۔ آپؐ کی روحانی اولاد تو بے شمار ہے۔ اور آپ کی روحانی اولاد میں سے ایسے روحانی فرزند بھی ہوں گے جو روحانیت کے اعلیٰ مدارج و مناسب کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ آپؐ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ معانی نہایت لطیف اور واضح اور سیاق و سباق کے عین مطابق ہیں۔

ہم تجمل حسین صاحب کے علم و اطلاع کے لئے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ بے شک آیت خاتم النبیین کے نزول کے وقت آپؐ کا کوئی جسمانی بیٹا موجود نہ تھا۔ مگر اس کے نزول کے تین سال بعد ۸ھ میں آنحضرت صلعم کے ہاں ایک فرزند حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ جن کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور اُن کی وفات پر حضور صلعم نے فرمایا۔

"لو عاش لکان صدیقًا نبیًا"

(ابن ماجہ کتاب الجنائز)

کہ اگر یہ میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صادق نبی بنتا۔ آنحضرت صلعم نے یہ نہیں فرمایا۔ چونکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اِس لئے اگر یہ بچہ زندہ بھی رہتا تو ہرگز ہرگز نبی نہ بن سکتا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور سچا نبی بنتا۔ چنانچہ حضرت ملا علی بن محمد سلطان القاری نے اس بارہ میں فرمایا۔

"لو عاش ابراھیم وصار نبیًا لکان من اتباعہ ۔۔۔ فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنیٰ لا یأتی نبیٌ بعدہ ینسخ ملّتہٗ ولم یکن فی اُمّتہٖ"

(موضوعات کبیر ص ۶۹-۶۹)

یعنی اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا اور نبی بن جاتا تو پھر بھی وہ آنحضرت صلعم کے متبعین میں ہی رہتا۔ اس صورت میں اُس کے نبی بننے سے آیت خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہوتا۔ کیونکہ خاتم النبیین کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

اشکال ۳ کا جواب

کفار عرب مکّہ میں ہی سُن چکے تھے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں۔ جن کی بعثت عالمگیر اور تمام نسلِ انسانی کے لئے ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ کو ایسی شریعت دی جا رہی ہے۔ جو تا قائم و دائم رہے گی۔ اور آپؐ کا مبارک وجود "صاحب الکوثر" اور "رحمۃ للعالمین" ہے۔ اب روحانی قرب آپؐ کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوا کرے گا۔ آپؐ کا روحانی فیض جاری و ساری رہے گا۔

"قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ" (سورہ ال عمران)

"ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین" (سورہ نساء ع)

کہ خدا تعالیٰ کی محبت کو پانے کے لئے اتباع محمدؐ ضروری ہے اور آپ کے سچے متبعین اور اطاعت گزار اُن روحانی انعامات کے وارث ہوں گے۔ جو انعامات پہلی اُمتوں کو ملے یعنی نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح بنیں گے۔ پس جب خدا تعالیٰ نے کفار کا ہنجار کے اعتراض (کہ آپؐ نے اپنے بیٹے کی مطلقہ یعنی بہو سے شادی کرلی) کے جواب میں وضاحتًا فرما دیا۔ کہ

"ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم" کہ آنحضرت صلعم تو تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ جب اُن کا کوئی نسلی و جسمانی بیٹا نہیں۔ تو اُن کی کوئی بہو نہیں۔ اِس لئے اگر انہوں نے زینب سے شادی کی تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور یہ شادی کی اجازت بھی ہم نے اس لئے دی۔

"زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا" (احزاب ع)

ہم نے (زینب کا) تجھ سے بیاہ کر دیا۔ تاکہ مومنوں کے دلوں میں اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے کے متعلق اُن کو طلاق مل جانے کی صورت میں کوئی خلش نہ ہو۔

پس اِس آیت کی موجودگی میں کسی کافر یا منافق کو یہ حق حاصل نہ تھا۔ کہ آخر اِس نکاح کا کرنا آپؐ کے لئے کیوں ضروری تھا؟ وہ تو صرف اب اِس بات پر خوش ہو رہے تھے۔ کہ جب آنحضرت صلعم کا نہ کوئی جسمانی بیٹا رہا اور نہ ہی منہ بولا بیٹا۔ تو نعوذ باللہ آپؐ کا نام اور آپؐ کا ذکر خیر آپؐ کی وفات کے بعد مٹ جائیگا۔ اِس کا جواب

"ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین"

کے الفاظ سے دیا گیا۔ کہ آپؐ رسول اللہ اور اُمت کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی اولاد کثیر عطا فرمائی ہے۔ اور خاتم النبیین میں تمام نبیوں سے افضل اور اُن کے سردار ہیں۔ اِس لئے کہ آپؐ کا روحانی فیض اب قیامت تک جاری ہے۔ چونکہ آپؐ کے فیض روحانی کی برکت سے "نبی" بھی ہونگے۔ اِس لئے معنوی اور مرادی طور پر آپؐ نبیوں کے بھی باپ ٹھہرے۔ چنانچہ یہی مفہوم آنحضرت صلعم نے سمجھا تبھی اِس آیت کے نزول کے چار سال بعد اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔

"لو عاش لکان صدیقًا نبیًا"

کہ اگر یہ میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ایک سچا نبی بنتا۔ اور یہی مفہوم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا۔ کہ صاف فرما دیا۔

"قولوا انّہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ" (تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

کہ اے لوگو یہ تو کہو کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی خاتم النبیین کا مفہوم یہی سمجھتی تھیں۔ کہ آپؐ کی روحانی اولاد میں نبی ہونگے اور اس لحاظ سے آپؐ نبیوں کے باپ بھی ہیں۔

پھر خود آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء"

(تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین)

کہ اے علیؓ! میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کا یہ مفہوم کہتے تھے۔ کہ آپؐ کے بعد نبیوں کا سلسلہ بند ہے (باقی صفحہ ۱۰ کالم ۲ پر)

رپورٹ ہائے جلسہ ہفتہ قرآن مجید

۱۔ جماعت احمدیہ کیرنگ

جماعت احمدیہ کیرنگ میں مورخہ ۷ر جولائی تا ۱۱ر جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔ پہلے روز مکرم محمد معین الدین صاحب کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم گلاب الدین صاحب، مکرم شمس الحق صاحب معلم اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ دوسرے روز مکرم شمس الحق صاحب معلم کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم الیسین خان صاحب مکرم انیس الرحمٰن صاحب اور صدر مجلس نے تقاریر کیں۔ تیسرے روز مکرم عبدالمطلب خان صاحب کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم شمس الحق صاحب معلم اور خاکسار نے اور صدر مجلس نے تقاریر کیں۔ چوتھے روز مکرم شمس الحق صاحب معلم کی صدارت میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم گلاب الدین صاحب مکرم رشید احمد صاحب خاکسار عبدالحلیم مبلغ اور صدارتی تقریر ہوئی۔ پانچویں روز خاکسار عبدالحلیم مبلغ کی صدارت میں دو تقاریر ہوئیں اس کے بعد چھٹے اور ساتویں روز بھی تقاریر ہوئیں۔

خاکسار۔ عبدالحلیم مبلغ کیرنگ۔

۲۔ ناصر آباد

جماعت احمدیہ ناصر آباد میں ہفتہ قرآن کریم منایا گیا۔ مورخہ ۴/۷/۷۶ کو حسب پروگرام مبارک احمد صاحب ظفر نے "شانِ قرآن" کے موضوع پر تقریر کی۔ مورخہ ۵/۷/۷۶ کو مکرم عبدالمنان صاحب راقم نے "ضرورت قرآن" پر روشنی ڈالی۔ مورخہ ۶/۷/۷۶ کو بعد نماز مغرب مبارک احمد صاحب شاہد نے "تعلیمات قرآن" کے موضوع پر تقریر کی۔ مورخہ ۷/۷/۷۶ کو مکرم محمد امین صاحب گوہر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے "فضائل قرآن" بیان کئے۔ مورخہ ۸/۷/۷۶ کو مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ نے قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے حقائق و معارف بیان کئے۔ مورخہ ۹/۷/۷۶ کو خاکسار نے قرآن کریم کے احکام اوامر و نواہی پر روشنی ڈالی۔ مورخہ ۱۰/۷/۷۶ کو مکرم بشیر احمد صاحب لون نے قرآن مجید کے احسانات بنی نوع انسان پر کے موضوع پر

(باقی نیچے حاشیہ)

(بقیہ صفحہ ۹)

اور آپ آخری نبی ہیں۔ تو کیا انہی معنوں میں حضرت علیؓ کو بھی خاتم الاولیاء قرار دیا۔ کہ حضرت علی کے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ اور وہ آخری ولی ہیں۔ ہرگز نہیں! چونکہ حضرت علیؓ سے روحانی تعلق رکھنے والوں نے "مقام ولایت" کو حاصل کرنا تھا۔ اور آپ روحانی حیثیت سے ان ہونے والے اولیاء کے باپ تھے۔ اسی طرح چونکہ آنحضرت صلعم سے روحانی تعلق رکھنے والوں یعنی سچے متبعین نے "مقام نبوت" کو پانا تھا۔ اس لئے روحانی حیثیت کے اعتبار سے آپ ان امتی نبیوں کے باپ ٹھہرے۔ پس جب آنحضرتؐ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علیؓ خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء کا مفہوم سمجھے اور خوب صحیح اور برحق سمجھے تو ہم یہی کہیں گے کہ منکرین اسلام عرب لوگ بھی ضرور سمجھے ہونگے۔ باقی رہ گیا اُن کا ایمان و یقین تو یہ کفار عرب تو آنحضرتؐ کو رسول و نبی ہی نہیں مانتے تھے چہ جائیکہ نبیوں اور رسولوں کا باپ مانتے۔ حالانکہ آنحضرتؐ نبی برحق اور رسول خدا تھے!!

حرف آخر ہم آخر میں جمال حسین صاحب سے گذارش کریں گے کہ وہ اس امر پر سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ اُمّت کے اندر خاتم الاولیاء، خاتم الفقہاء، خاتم المحدثین اور خاتم الشعراء وغیرہ کا محاورہ شائع و متعارف ہے جسکے معنی کوئی عقلمند محض آخری ولی۔ محض آخری فقیہہ یا محض آخری محدث یا محض آخری شاعر نہیں لیتا۔ بلکہ ان القاب کا یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ایسا کامل ولی۔ کامل فقیہہ۔ ایسا کامل محدث اور ایسا کامل شاعر ہے جسکے اثر اور فیض سے ولی۔ فقیہہ۔ محدث اور شاعر پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس انہیں معنوں میں آنحضرتؐ "خاتم النبیین" ہیں۔ کہ آپ کو ایسا روحانی اعلیٰ درجہ کا مقام حاصل ہے کہ آپ کی پیروی اور فیض سے نبوت مل سکتی ہے۔ اس لحاظ سے آپ آنے والے نبیوں کے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چونکہ خاتم کے ایک معنے مہر کے بھی ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہوگا کہ سرکار دو عالم کو وہ روحانی بلند مقام حاصل ہے۔ کہ آپ کے شاگرد اور خادم بھی آپ کی قوت قدسیہ کے طفیل اور آپ کی مُہر تصدیق کے ساتھ نبوت کے کمالات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ آپ خدا کے فضل سے افضل ترین نبی ہیں۔ اور افضل ترین وجود کے نزول کے بعد تمام دوسرے وجود اُسکے نیچے آجاتے ہیں۔ اور پھر یہ اس لئے ہے۔ کہ آپ نعوذ باللہ ابتر نہیں۔ بلکہ الکوثر کے مالک ہیں۔ اور روحانی فیض کا ہر چشمہ آپ کے مبارک وجود ہی سے پھوٹتا ہے۔ اور اوّلین و آخرین کی گردنیں آپ کے سامنے جھکتی ہیں۔ اسی لئے آپ فرماتے ہیں۔ کہ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ یعنی میں کل نسل آدم کا سردار ہوں۔ مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔ کیونکہ یہ سب میرے خدا کا فضل ہے۔ اللّٰھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

رپورٹ ہائے یوم التبلیغ

۱۔ جماعت احمدیہ کیرنگ

خوردھا ہم چند خدام بذریعہ سائیکل پہنچے اور سب سے پہلے ہم مکرم محمد مقصود صاحب کاکٹ پور والے سے ملے۔ تھوڑی دیر اُن سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ مکرم عبدالغنی صاحب اور محمد صاحب کو لٹریچر دیا۔ اس کے بعد مکرم محمد اسرائیل صاحب دکاندار سے دو گھنٹے تک تبادلہ خیالات ہوا۔ موصوف نے مختلف قسم کے اعتراضات کئے۔ خاکسار نے اُنکے سوالوں کا جواب دیا۔ خدا کے فضل سے موصوف کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ اور اچھا اثر پڑا۔ موصوف کو تبلیغ کرتے وقت مکرم عبدالجلیل صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ دونوں کو لٹریچر دینے کے بعد ہم مکنہ پرشاد کے لئے روانہ ہو گئے۔

مکنہ پرشاد میں تبلیغ:۔ جلسہ سالانہ کیرنگ کے بعد مکنہ پرشاد والوں کے ساتھ ہماری تبلیغی گفتگو چل رہی ہے۔ لہٰذا یہاں ہم نے بعض احباب سے ملاقات کر کے تبادلہ خیالات کیا۔ اور لٹریچر دیکر خوردھا واپس آگئے۔ ایک بجے سے ۳ بجے تک خوردھا کے بس سٹینڈ میں مسافروں کو کثیر تعداد میں دو ورقہ اُردو اُڑیہ اور انگلش پمفلٹ تقسیم کئے۔

پادری سورینذر ناتھ سے گفتگو:۔ ٹھیک چار بجے ہم پادری سورینذر ناتھ سے جا ملے۔ ہم نے اُن کو عیسائیت سے متعلق لٹریچر پیش کیا۔ تو کہنے لگے کہ میرے پاس ان کو پڑھنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔ میں نے کہا پادری صاحب یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں۔ اس کے جواب میں کہنے لگے۔ مجھے معاف کیجئے۔ "ہم جس مذہب پر قائم ہیں وہی ہمارے لئے بس ہے۔" اس کے بعد میں نے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ان نوجوانوں کو لٹریچر دیجئے۔ تاکہ یہ پڑھیں۔ لیکن پادری صاحب نے کہا کہ اُن کے پاس بھی ٹائم نہیں آپ دوسروں کو جاکر لٹریچر دیں۔

بہرحال اس طرح ہم تبلیغ کر کے شام کو واپس کیرنگ پہنچے۔ دُعا فرماویں۔ خدا تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت دے۔ آمین

خاکسار۔ عبدالحلیم مبلغ کیرنگ

۲۔ یادگیر

بفضلہ تعالیٰ مرکزی ہدایت کے مطابق بروز اتوار مورخہ ۲۷/۶/۷۶ جماعت احمدیہ یادگیر کے زیر اہتمام عزیزم مکرم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر کی قیادت میں یوم التبلیغ پوری شان سے منایا گیا۔

حسب فیصلہ جملہ احباب جماعت کو ساڑھے چھ بجے صبح مسجد احمدیہ یادگیر میں جمع ہونے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ چنانچہ دوست وقت مقررہ پر پہنچ گئے۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب کی نظم کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی اور احباب کو کچھ ہدایات دیں کہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دعوت حق دینا ہے۔

خاکسار کے بعد محترم عزیزم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب نے بھی بحیثیت سیکرٹری تبلیغ ہدایت دیں اور کہا کہ آج جہاں پر ہم غیروں کو خدا تعالیٰ کا حسین اور پیارا پیغام پہنچائیں۔ وہاں اپنے ان احمدی بھائیوں کی بھی فکر کریں جو نمازوں اور دیگر دینی امور میں سست ہیں۔ گویا ان کے گھروں میں جاکر ان کو سمجھائیں اور بیدار کریں۔ چنانچہ دو گروپ بنائے گئے اور فیصلہ ہوا کہ ایک گروپ تبلیغ کے لئے جائے اور ایک گروپ تربیت کے لئے۔ اور جملہ احباب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک تبلیغی گروپ اور دوسرا تربیتی گروپ۔

دونوں گروپ بعد دعا اپنی اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئے۔ چنانچہ تربیتی گروپ نے اپنی مہم کا آغاز محلہ احمدیہ سے کیا اور محلہ احمدیہ۔ کھاری باولی۔ گوگی محلہ۔ کالاچبوترہ کے احباب سے مل مل کر اور ہر محلہ میں ایک مقام پر جمع ہو کر دینی امور میں عدم دلچسپی رکھنے والے ہر احمدی فرد کو انفرادی و اجتماعی وعظ و نصیحت کی گئی۔ نیز تبلیغی وفد جو کہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ہوڈری کی زیر امارت گاندھی چوک۔ مارکیٹ روڈ۔ آثار محلہ۔ کمارواڑی ہوتا ہوا مسلم پورہ پہنچا۔ اُس نے بھی تبلیغی فرائض کو بخوبی انجام دیا۔ اس دوران متعدد افراد تک زبانی اور بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا گیا۔ بعض سے تبادلہ خیالات بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے آمین۔

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ یادگیر۔

حاشیہ بقیہ: تقریر کی۔ مورخہ ۱۱/۷/۷۶ کو مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب منصور نے تلاوت قرآن اُس کے معنے و مطالب جاننے کے فوائد پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مکرم مبارک احمد صاحب ظفر صدر جماعت نے احباب جماعت کو قرآن کریم جاننے اور پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس طرح ہفتہ قرآن کریم کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار۔ محمد شعبان ڈار ناصر آباد (کشمیر)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق فی سبیل اللہ

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں ہر عاقل، بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت ضعف، پیری یا کسی اور دوسری حقیقی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معزز دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلانِ ہذا گذارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان ارسال فرمائیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گا اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو جائے گی۔ فدیہ کے علاوہ رمضان شریف میں روزے رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اور رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

کٹک میں ہمارے مبلغ کا پتہ!

کٹک میں ہمارے مبلغ صاحب کا پتہ درج ذیل ہے۔ خط و کتابت کرنے میں احباب اس کو ملحوظ رکھیں:-

Syed Fazle Umar Sahib,
Ahmadiyya Muslim Mission
Manglu bag, CUTTACK-1
(Orissa)

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درخواست دعا

محترم برادرم عبد الخالق صاحب نائک آف آسنور (کشمیر) عرصہ تین ہفتہ سے دردِ معدہ کی وجہ سے ڈسٹرکٹ ہسپتال اننت ناگ میں زیرِ علاج ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی اہلیہ اور بچے بہت پریشان ہیں۔ تمام احباب سے اپنے اس احمدی بھائی کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے۔ اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار:- امیر احمد درویش قادیان۔

اسلام کی یہ عالمگیر مقبولیت (بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

(اسلامی) ممالک اور دنیا کے جو دوسری اقوام... ان کے ... پڑے ہیں لیکن احمدیہ جماعت کی تمام تر توجہ دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر مرکوز ہے۔ یہی ان کا محبوب مشغلہ اور اسی میں ان کی ساری لذت و سرور ہے۔ ہر ملک اور ہر خطہ کے احمدی جہاں بھی وہ آباد ہیں، اشاعت و خدمتِ اسلام کے لئے مالی قربانیاں کرتے ہیں۔ اپنے پاکیزہ مالوں سے اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر ایک معتدبہ حصہ اس نیک کام کے لئے دیتے ہیں۔ اور ایک خاصی تعداد ایسے سرفروشوں کی ہے جو خدمتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر کے اپنے اعزہ و اقرباء اور اپنے وطنوں سے بہت دور دنیا کے مختلف خطوں میں نکل جاتے ہیں۔ اور برسہا برس تک اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس طرح پر اس جماعت کی ملی جلی قربانیوں کو خدا تعالیٰ بارآور کر رہا ہے۔ اور دنیا کے دلوں میں دینِ اسلام کے ساتھ غیر معمولی اُنس اور محبت پیدا کر رہا ہے۔ اسلام کی مقبولیت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ان کے سینے انوارِ قرآنی سے منور ہو رہے ہیں۔ اُن کی زبانوں پر پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود و سلام جاری ہے۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب ساری ہی دنیا میں ہادیٔ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند ہوگا۔ اور دنیا کے لئے جو ایک ہی پیشوا ہوگا وہ پیارے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ امریکہ و کینیڈا (بقیہ صفحہ اول)

کو گوٹن برگ کی مسجد کی تعمیر کے لئے رقم ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح حضور نے جماعت احمدیہ انگلستان کا تعریفی رنگ میں ذکر فرماتے ہوئے ناروے (NORWAY) کی مسجد کے اخراجات بھی اپنے ذمہ لے لینے کا ذکر فرمایا۔ مورخہ ۲۵/۷ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح دس بجے امریکہ اور کینیڈا کے لئے بذریعہ طیارہ روانہ ہوئے۔ امریکہ سے واپسی پر گوٹن برگ کی مسجد کے افتتاح کا بھی پروگرام ہے۔ افتتاح انشاء اللہ مورخہ ۲۰/۸ کو ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ محترم امام بشیر احمد صاحب رفیق بطور پرائیویٹ سیکرٹری تشریف لے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کے اس دورہ کو اسلام اور احمدیت کے لئے نہایت بابرکت بنائے اور ہر لحظہ حضور کا حافظ و ناصر رہے۔ اور اپنے فضل سے خیریت کے ساتھ واپس مرکز تشریف لائیں۔ آمین۔

اخبار قادیان

★ — مورخہ یکم اگست کو مکرم قریشی عبد القادر صاحب اعوان درویش کو اچانک ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہو گئی۔ جس کا اثر زبان پر بھی محسوس ہوتا ہے۔ اور وہ بولنے میں کسی قدر دقت محسوس کرتے ہیں۔ صحتِ کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

★ — مکرم مولوی محمد صادق صاحب عارف کی بچی عزیزہ صادقہ بیگم صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ گذشتہ رات حالت زیادہ خراب ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور کامل صحت بخشے۔ آمین۔

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دیدہ زیب مصنوعات

۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر، دنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ:-
THE KERALA HORNS
EMPORIUM,
TC. 38/1582, MANACAUD,
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE No. 2351.
P.B. No. 128.
CABLE:-
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS-600004.
PHONE No. 76360.

آل کشمیر
احمدیہ مسلم کانفرنس

بتاریخ ۱۴ و ۱۵ اگست ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ و اتوار

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس مذکورہ تاریخوں پر ان شاء اللہ العزیز **شاہ آباد** (کوکرناگ) میں منعقد ہوگی۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے اس بابرکت کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ نیز دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کانفرنس کو کامیاب بنائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال

جلسہ سالانہ قادیان

انشاء اللہ تعالیٰ

مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۵ ہش ۱۹۷۶ء کو منعقد ہوگا!

احباب اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری فرمائیں۔

جو احباب جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں ان کے لئے دونوں روحانی اجتماعات میں شامل ہونے کا بہترین موقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے وعدہ کنندگان سے درخواست

جماعت کے جن مخلصین بھائیوں نے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں اُن میں سے اکثر کے وعدے خدا کے فضل سے وصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادائیگی کرنے والے بھائیوں اور بہنوں کو جزائے خیر بخشے۔ آمین۔ جن مخلصین کے وعدوں کی رقوم ابھی تک وصول نہیں ہوئیں، اُن کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے خطوط کے ذریعہ یاددہانی کروائی جا چکی ہے۔ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنے وعدوں کے مطابق رقوم بھجوا کر ممنون فرما دیں۔ یہ تحریک احمدیت کی غیر معمولی ترقی اور اسلام کی فتح کے دن کو قریب تر لانے والی تحریک ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احمدی مخلصین جو اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہہ کر اشاعتِ اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اسلام کا عالمگیر غلبہ تحریک جدید کے ذریعہ

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد، احمدیت کے غلبہ کی بنیاد، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد روزِ اوّل سے تحریک جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے ...... ہمارا کام صرف اتنا ہی ہے کہ اخلاص سے، محبت سے، انابت سے، اطاعتِ کامل کا نمونہ دکھاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے تضرع اور ابتہال کے ساتھ جھکتے ہوئے قربانیاں کرتے جائیں ہم اس کی رحمت اور فضل کے امیدوار ہیں۔"

اللہ تعالیٰ احباب کو اخلاص کے ساتھ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے تحریک جدید کے مالی جہاد میں شریک ہو کر شاندار قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ بیتھاری (بنگال)

مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک کے لئے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ قادیان

(۱)۔ صدر جماعت احمدیہ .... مکرم مرزا اسفار الدین احمد صاحب۔
(۲)۔ سیکرٹری مال .... " النصر علی صاحب منڈل۔
(۳)۔ سیکرٹری تعلیم .... " مرزا رئیس الدین احمد صاحب۔
(۴)۔ سیکرٹری تبلیغ و تربیت .... " ڈاکٹر مسلم الدین صاحب سردار۔
(۵)۔ سیکرٹری ضیافت .... " الحمد علی صاحب سردار۔

بقایا دار جماعتیں جلد توجہ کریں!

متوقع نسبتی بجٹ کے مقابل پر اکثر جماعتوں کی وصولی نسبتی لحاظ سے بہت کم ہوئی ہے اور متعدد جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا چلی آ رہی ہیں۔ جملہ جماعتوں کو نظارت ہذا کی طرف سے بقایا جات کی اطلاع بھجوائی جا چکی ہے اس لئے بقایا چندہ کی وصولی کے لئے جملہ عہدیداران جلد توجہ فرما دیں۔

پس مقامی عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ چندہ کی ادائیگی میں خود بھی اعلیٰ نمونہ پیش کریں اور بقایا داران کو بھی سمجھائیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہوں۔ اور آئندہ کے لئے چندہ میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اور بقایا جات جلد ادا کریں۔ اگر وہ اپنی آمدنی سے خدا تعالیٰ کا حصہ پہلے نکالیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے بقیہ اموال میں برکت ڈال دے گا۔

جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں احباب جماعت کو مالی قربانی کی ضرورت اور اہمیت سے پوری طرح آگاہ کریں۔ اور قربانی کے معیار کو بلند کر کے سو فیصدی ادائیگی کے ساتھ فرض شناسی کا ثبوت پیش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ اوّل)

آخر میں حضور نے بعض اہم دعاؤں کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:-

(۱) ہمیں اپنے نفوس کی بہتری اور اصلاح کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ (۲) اپنے ملک اور وطنِ عزیز کی بہتری، بہبودی اور استحکام اور اس کے تمام مسائل کے بخیر و خوبی حل ہو جانے کے لئے ہم پر دعاؤں کی خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ (۳) بین الاقوامی تعلقات اور معاشرہ بھی بہت کچھ اصلاح طلب ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ خدا اقوامِ عالم کو ایک خاندان کی طرح مل جل کر رہنے کی اور تمام انسانوں کو دوسرے انسانوں سے پیار کرنے کی توفیق بخشے۔

حضور نے فرمایا ہم بڑے کمزور، بے بس اور بے سہارا ہیں۔ مگر ہمارا خدا بڑی قدرتوں کا مالک ہے۔ پس اس سے یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ احمدی نوجوانوں کے ذہنوں کو جلا بخشے اُنہیں نئے سے نئے علوم حاصل کرنے اور سب سے آگے بڑھنے کی توفیق دے اور دُنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے احمدیوں کو حقیقی اسلامی نمونہ پر چلتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں یہ نظارہ دیکھ لیں کہ نوعِ انسانی امّتِ واحدہ بن کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ آمین۔

(الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۷۶ء)

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (مینیجر بدر)